www.emarsiya.com

میر صاحب

از:- عادل رشید صاحب!
جس کے ذریعہ عادل رشید صاحب نے بیک وقت اردو ادب دونوں پر اپنے مخصوص انداز میں ... کیا ہے پوری کتاب میں عادل صاحب کی مہذب ظرافت، آپ کے حیث میں ہنستے ہنستے بل ڈال دیگی۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ ضخامت تین سو صفحات سے زیادہ۔ قیمت تین روپے (سے/)

سندیسے

از:- حضرت نادم سیتاپوری
ہم اور آپ روزانہ کیا کچھ نہیں دیکھتے لیکن شاید محسوس نہیں کرتے۔ سندیسے ہماری روز مرہ زندگی کے وہ چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں جنکو محسوس کرنے کے بعد ہماری زندگی سیاسی اور تاریخی زندگی سے بہت قریب نظر آتی ہے
قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/)

منجدھار

از:- حضرت نادم ...
سماجی اور اخلاقی افسانوں کا ...
جس سے بہت سے افسانے ...
زینت جگر مقبول ہو چکے ہیں۔ ان ...
اخلاقی اور سماجی زندگی کے ...
ہم اور آپ روزانہ دیکھتے ہیں ...
نہیں کرتے۔ قیمت ...
(ع/)

پہلو

مجموعہ ہے محمد لطف اللہ خاں عدیل کے چودہ افسانوں کا۔ جو روشن اور تاریک دو برابر کے حصوں میں منقسم ہیں اس میں شک نہیں کہ زندگی کے یہی دو رخ ہیں جن سے ہمیں روزانہ واسطہ پڑتا ہے لیکن کم لوگ ہیں جو ان کے فرق و امتیاز کو سمجھتے ہیں چہ جائیکہ دوسروں کو سمجھانا کہ یہ اور زیادہ مشکل کام ہے۔ پلاٹ۔ زبان۔ جذبات اور انداز بیان بہت دلچسپ ہیں۔
قیمت

گھروندے

یہ ملک کے نامور انشاپرداز عرش تیموری کے مقبول ڈراموں کا مجموعہ ہے ان میں سے بیشتر ڈرامے ریڈیو سے نشر ہو کر پورے ہندستان میں شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ عرش تیموری کے ڈرامے بہترین مکالموں۔ لطیف طنز اور کردار نگاری میں مشہور ہیں۔ چند ڈراموں کے عنوان یہ ہیں۔ آف یہ عورتیں۔ دو دوست اس پاگل دنیا کے۔ کہیں پاس وغیرہ
قیمت عہ/

ان سُنی

مصنفہ نادم سیتاپوری:- طوائف جب محبت کے کھیل کھیلتی ہے تو سماج اور سوسائٹی چیخ اٹھتی ہے نہ جانے کیوں۔ کیا طوائف کے سینے میں عورت کا دل نہیں ہے۔ وہ بھی کہانی جس کے ہیرو اور ہیروئن آج بھی ... سننے کے لئے زندہ ہیں۔
قیمت:- ایک روپیہ آٹھ آنہ

حالات قائداعظم محمد علی جناح

مذکورہ نام سے ہندوستان کے نامور شاعر و ادیب جعفر خالد اختر افغانی نے مسلم ملت قائداعظم محمد علی جناح مدظلہ العالی کے سوانح حیات خاص ادبی رنگ میں لکھی ہے قائداعظم کا اسلوب تحریر کچھ اس قدر دلچسپ ہے کہ اسے بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے
قیمت صرف (عہ/)

فتح بیت المقدس

جس میں اسلامی سرفروشوں کی ... اسلامی سادات و مجاہدوں ... استقلال کے حالات ایک عجیب ... ڈرامائی واردانہ فسانہ کے ساتھ نہایت سلیس اردو زبان میں بیان کئے گئے ہیں۔
مصنفہ مولانا محمد صادق حسن صاحب سردھنوی۔
قیمت:- دو روپے آٹھ آنے

سلطان حسین تاجر کتب و مالک مطبع سلطانی۔ وزیر بلڈنگ۔ بمبئی ۳

١

ریاضِ نظم میں تازہ بہار آئی ہے
امنڈ رہی ہے طبیعت گھٹا سی چھائی ہے
نسیمِ فکر نویدِ سرور لائی ہے
نمو کا جوش ہے یا ذہن کی رسائی ہے
ہزار رنگ ہیں ہر ایک رنگ سے پیدا
شگوفے ہوتے ہیں دل کی امنگ سے پیدا

٢

یہی وہ باغ ہے حیراں ہے باغباں جس میں
یہی چمن ہے کہ آتی نہیں خزاں جس میں
یہی ریاض ہے ہیں محو روضہ خواں جس میں
یہی بہار ہے سو سو ہیں خوبیاں جس میں
مزے گلوں سے نوا سنجیوں کے لیتے ہیں
علی علی کی صدا دے کے پھول کھلتے ہیں

۳

یہ باغِ مدح ہے کیوں ہو بہار سے خالی
اسی کے پھولوں کی جاتی نہیں کبھی لالی
نہ کچھ خزاں کا ہے خطرہ نہ خوفِ پامالی
سدا بہار ہے گلشن نسیم متوالی
لدی ہے پھولوں سے اور شاخ خم نہیں ہوتی
بہار بڑھتی ہی جاتی ہے کم نہیں ہوتی

۴

اسی چمن کی جو صد بندیوں میں قید رہا
تو برگِ خشک میں بھی ہو گئی تری پیدا
شگفتہ ہوتا ہے غنچہ کی طرح ہر کانٹا
ہر ایک پھول نہ ٹوٹا کبھی نہ مرجھایا
جہاں سے اور تو کیوں گلشنِ جناں کہیے
بجا ہے اسکو کہیے تو گلزارِ بے خزاں کہیے

۵

نہ ہو یقیں جنھیں چشمِ ہوش سے دیکھیں
نئی نئی ہیں چمن بندیاں نئی روشیں
نئے ہیں پھول نئے پھل تمام گلشن میں
جو خلد والے بھی دیکھیں تو آنکھیں کھل جائیں
جو سنتے آتے ہیں وہ اک غلط فسانہ ہے
یہاں تو سبزۂ بیگانہ بھی یگانہ ہے

۶

نہ حد ہے کثرتِ گل کی نہ انتہائے بہار
دوائے چشمِ تماشا ہے نرگسِ بیمار
ہے ایک قسم کا گل وہ بھی جسکو کہتے ہیں خار
نکل چلی ہے ہر اک شاخ پھاند کر دیوار
نسیمِ شوق ہو گلچیں تو ہوش کھو جائے
ہلا دو شاخ تو پھولوں کا ڈھیر ہو جائے

www.emarsiya.com

۸

یہ باغِ نعت ہے ہر ایک مدح خواں کیلئے
کہ بلبلوں کی ضرورت ہے بوستاں کیلئے
ملی ہے تجکو بھی جا ایک آشیاں کیلئے
ہے مشقِ نغموں کی میدانِ امتحاں کیلئے
زبانِ بلبلِ سدرہ سے اب لڑانا ہے
ترانہ مدح کا آگے نبی کے گانا ہے

۹

وہ مدح کس کی جو ہمشکل ہے پیمبر کا
کھلا ہوا گلِ چیدہ ریاضِ حیدر کا
پسر حسین کا پیارا بھتیجا شبیر کا
نظر کا نور اُجالا امام کے گھر کا
جوان کے چہرۂ تاباں کا ذکر آجائے
چراغِ حسن کا یوسف کے جھلملا جائے

۱۰

گلوں میں سرسبز انجم میں رشکِ ماہِ منیر
وہ ماہ جس سے خجل روئے مہر پر تنویر
چراغِ قبرِ علی نورِ دیدۂ شبیر
رسولِ پاک کی اِک جیتی جاگتی تصویر
فلک بھی چومنے کو پاؤں جھک کے بڑھتے ہیں
ملک بھی دیکھ کر صورت درود پڑھتے ہیں

۱۱

مگر ہر ایک سخن کا تو یہ وقار نہیں
خزاں نہ جسمیں ہو ایسی کوئی بہار نہیں
کسی لہک میں ہو ایسا یہ لالہ زار نہیں
اسی چمن میں سوا گل کے ذکرِ خار نہیں
یہ لطف اپنی جگہ پر نہیں جو پاتی ہیں
تو پھول چننے کو حوریں جناں سے آتی ہیں

www.emarsiya.com

۱۱

ستم وہ حسن جوانی غضب وہ جوش شباب
کہ جسکو دیکھ کے حور و نکا بھی ہو دل بیتاب
نمو وہ سبزہ خط کا جو کھو دے آنکھوں سے خواب
عذار وہ کہ جو خود ایک دوسرے کا جواب
اشارہ کرتی ہے بینی نبی کے پیارے سے
کیا ہے چاند کو دو ٹکڑے اک اشارے سے

۱۲

بھویں ہیں شان خدا جرتی نہ کیونکر نظر
یہی ہیں مرہم زخم جگر یہی خنجر
گماں ہے اہل نظر کو رسیلی آنکھوں پر
کف علی پہ ہیں لبریز ساغر کوثر
جہاں سے تازہ خبر ہیں یہ ہونٹ لائے ہوئے
ہیں آج کوثر و تسنیم لب ملائے ہوئے

۱۳

بغل ہو عطر جہاں وہ پسینے میں خوشبو
بھر آئیں رشک سے شبنم کی آنکھ میں آنسو
وہ شانے گول وہ دونوں بھرے بھرے بازو
کہ جن پہ لوٹ رہے ہیں بٹے ہوئے گیسو
عجیب حسن کی دنیائے بے ثبات بھی ہے
کہ ایک وقت میں دن بھی یہاں ہے رات بھی ہے

۱۴

یہ ہاتھ وہ ہیں جو ہیں چوم لینے کے قابل
ہنر ہیں عقدہ کشائی کے سب جنہیں حاصل
ہیں دستگیر مثال علی دم مشکل
ہلال ہے جو ہر انگشت کف مہ کامل
گئے جو ذہن رسا سوچ میں جواب کے ہے
دم غروب کرن سر پہ آفتاب کے ہے

www.emarsiya.com

۱۵

جو شمع دل ہے تو فانوس نور سینا ہے
کہ روئے حور جناں پر حیا کا پردا ہے
دل انکا صبر میں پتھر صفا میں شیشا ہے
نہ مانے گھاؤ کو برچھی کے وہ کلیجا ہے
قدم ثبات کی قوت جہاں دکھاتے ہیں
تو قطب اپنے مقاموں سے سرکے جاتے ہیں

۱۶

صفات وہ ہیں جو سارے جہاں سے بہتر ہیں
امام زادے ہیں ہم صورت پیمبر ہیں
خدا کی دین ہے ہم نام رب اکبر ہیں
بتادیں بُت فصحا کو یہ وہ سخنور ہیں
جو شان خلق و کرم وقت گفتگو نکلے
نبی کا رنگ ہو ظاہر علی کی بو نکلے

۱۷

حسین بشر ہو تو ہوتا ہے دلیں غیر کے گھر
یہی وہ آنچ ہے جس سے پگھلتے ہیں پتھر
اثر سے اسکے ہیں خالی ملک نہ جن و بشر
خوشا نصیب کہ جس باپ کے ملے یہ پسر
سرور دل کا ہے اور آنکھ کا اُجالا ہے
بڑے اُس پہ جو چھوٹے نازوں سے جس نے پالا ہے

۱۸

ہوئی حسینؑ پہ کیا چرخ کی ستم رانی
سوا خلیل سے کی راہ حق میں قربانی
غضب ہے پیاس کی دو روز سے ہو طغیانی
غریب باپ نہ بیٹی کو دے سکے پانی
ہوئے ہیں تین دن اور خشک دل کا سبزہ ہے
بس اب نصیب میں کچھ ہے تو آب خنجر ہے

www.emarsiya.com

۱۹

گھرے ہیں دشت بلا میں امام جن و بشر
طلایہ پھر کے ابھی آئے ہیں علی اکبر
کمر کو کھول کے بیٹھے ہیں فرش راحت پر
ضیائے چہرۂ تابندہ ہے چراغ سحر
خبر رسولؐ نے دی ہے مآل ظاہر ہے
یہ زیست کی شب آخر بھی دم میں آخر ہے

۲۰

قریب بیٹھی ہے ماں شمع اک جلائے ہوئے
نگاہ مٹی ہوئی آس پر جمائے ہوئے
ادھر ہے نیند ادھر اشک ڈبڈبائے ہوئے
مرادیں دل کی خدا سے ہیں لو لگائے ہوئے
تڑپ کے خرمن ہستی پہ برق گرتی ہے
عروس بنکے نگاہوں میں موت پھرتی ہے

۲۱

خیال یہ ہے کہ ہو جائیگی خزاں یہ بہار
یقین مرگ ہے پہلے سے کیا ہو دل کو قرار
عیاں ہیں رخ سے غم و رنج و یاس کے آثار
جگر میں درد ہے دل میں ہے سوز سینہ فگار
اداسی بڑھ رہی ہے رات گھٹتی جاتی ہے
جب آہ کھینچتی ہے شمع جھلملاتی ہے

۲۲

نظر میں پھرتی تھی جس صبح غم کی بیدردی
شب اس کی گردش گردوں نے ختم ہی کر دی
دل اور اچھلنے لگا سنکے صبح کی وردی
ہوا سے شمع بجھی رخ پہ چھا گئی زردی
پسر سے یاس ہوئی قلب کا سرور گھٹا
بڑھا سحر کا اجالا نظر کا نور گھٹا

www.emarsiya.com

چھپا قمر ہوا بیرنگ چرخ مینائی
کہاں ہے اب وہ ستاروں کی محفل آرائی
اس انقلاب نے تاثیر ایسی دکھلائی
جو محو خواب تھے لینے لگے وہ انگڑائی
ہٹائی پلکوں نے اٹھکر نقاب آنکھوں سے
چلی سیاہی شب لیکے خواب آنکھوں سے

یہ خاص وقت مرقع ہے بے ثباتی کا
چھپا یہ نجم فلک پر وہ تارا ڈوب گیا
بدلتا جاتا ہے ہر دم جہان کا نقشا
نہ شمع بزم میں اب ہے کہیں نہ پروانا
کچھ اعتبار بھی اس چلتی پھرتی چھاؤں کا ہے
مسافروں کا قیام اک نشان پاؤں کا ہے

ابھی جو کچھ ہے اندھیرا تو کچھ اجالا ہے
بجھے چراغ پہ نظروں کو گل کا دھوکا ہے
خمار شب کا ہے آنکھوں میں اور دھندلکا ہے
ہے اک چھپے ہوئے پردے میں جو نظارا ہے
ہوا کے جھونکے ہیں یا لوگ چلتے پھرتے ہیں
ستارے ٹوٹ رہے ہیں کہ پھول گرتے ہیں

بڑھا جو کچھ اور اجالا تو پردے اٹھ گئے سب
دھوئیں کی طرح ہوئی منتشر سیاہی شب
نظر میں پھول ہی پھول ہیں چھپ گئے کوکب
قریب و دور کی ہر شے پہ کچھ ہے شک نہ عجب
یہ برگ ہے وہ ثمر یہ شگوفہ وہ گل ہے
کسی کا گیسوئے پرخم نہیں ہے سنبل ہے

www.emarsiya.com

۲۷

چمن پہ روپ ہے ہر گل ہے رونمائے بہار
خزاں کی شمع بجھی یوں چلی ہوائے بہار
کچھ اب نظر میں سماتا نہیں سوائے بہار
کہ ابتدا یہ ہے ہر شے کی انتہائے بہار
ہوا ہے سرد کہ غنچوں کے دل پہ گرمی ہے
خجل ہیں پھول بھی وہ کونپلوں میں نرمی ہے

۲۸

اکڑ رہے ہیں حسینان باغ اپنی جگہ
یہ شمع اپنی جگہ وہ چراغ اپنی جگہ
ہیں مست حسن کا پیکر ایاغ اپنی جگہ
تتلیوں پہ ہے سب کا دماغ اپنی جگہ
کلی چٹکتی ہے جو یہ صدا سناتی ہے
کہ جوش حسن یہ ہے یوں جوانی آتی ہے

۲۹

نمو کا جوش ہے مسکی ہوئی ہے گل کی قبا
امنگ دل کی ابھی اور دیکھیں کرتی ہے کیا
نسیم باغ کی رفتار ہے جنوں افزا
بس اب تو رہ چکا سالم حیا کا بھی پردہ
صبا نے پیچ میں ڈالا ہے زلف سنبل کو
نسیم پھاڑ کے نکلی ہے دامن گل کو

۳۰

ہے گو کہ غم کی سحر شبنم اشکبار نہ ہو
گل اس طرح ہو شگفتہ کہ دل فگار نہ ہو
ہنسی پہ اپنی کوئی غنچہ شرمسار نہ ہو
ابھی حسین ہیں موجود کیوں بہار نہ ہو
وہ وقت دور ہے سامان غم ہٹائے رہے
کفن کو لالۂ خونیں کفن چھپائے رہے

www.emarsiya.com

۳۱

ہر اک شجر سے نمایاں ہے شان رب قدیر
خبر نہیں ورق برگ پر ہے کیا تحریر
ہر ایک غنچہ ہے سربستہ راز کی تصویر
قفس میں طائر رنگ چمن ہوا ہے اسیر
مآل ٹھیک نہیں قسمت آزمائی کا
خزاں کا جو ہے وہی وقت ہے رہائی کا

۳۲

ہوا ہے نور سحر سے جہاں کا دل روشن
طیور کرتے ہیں تحمید خالق ذوالمنن
ثنا ادا سے خموشی سے کرتی ہے سوسن
بنی ہے اوس کے قطروں سے خوشنما سمن
نہال جھومتے ہیں بار فرض اترتے ہیں
ثمر زمین تک آ آ کے سجدے کرتے ہیں

۳۳

نماز صبح کا ہے وقت آ رہو ہشیار
کہاں کا باغ کہاں کا چمن کہاں کی بہار
ہے اب خزاں کا مرقع رسول کا گلزار
بغیر آب ہیں پژمردہ سارے گلعذار
عوض وضو کے تیمم کو ہاتھ اٹھاتے ہیں
اشارہ خاک سے یہ ہے کہ تجھ میں آتے ہیں

۳۴

ہے دل میں یاد تو ذکر الٰہ لب پر ہے
وہاں شوق شہادت میں دوش پر سر ہے
نہ فکر قتل نہ پروائے تیر و خنجر ہے
خیال بھی نہیں کرتے کہ کتنا لشکر ہے
ڈر ان سے خاک ہو جنکو خدا کا خوف نہیں
ادائے فرض کی دھن ہے قضا کا خوف نہیں

۳۵

اذاں میں اکبر مہرو کی وہ خوش الحانی
صدا میں سوز کہ آہن بھی جس سے ہو پانی
وہ جزر و مد نہ وہ دریا کی تھی سے طغیانی
تھمی ہے اپنی جگہ پر ہوائے طوفانی
بڑھا سکوت کہ طرزِ سخن جہاں بھولا
ستارے قطب بنے گردشِ آسماں بھولا

۳۶

نبی کے باغ کا بلبل چہک رہا تھا اِدھر
جواب دیتے تھے سدرہ سے جبرئیل اُدھر
جہاں تھا محو کسی کو نہ تھی کسی کی خبر
ہوا رکی تھی کہ تصویر بن گئے تھے شجر
سنا سکے نہ چٹکنے کی بھی صدا غنچے
کہ گوش ہوش بنے ہو کے نیم وا غنچے

۳۷

جہاں میں گونج رہی تھی اثر بھری آواز
خدا کے ذکر میں لحنِ رسول کا انداز
دکھا رہا تھا اثر تشنہ لب کے دل کا گداز
بنا ہوا تھا جہاں تین دن کی پیاس کا راز
تھمی وہ ہوک کہ سب دل پکڑ کے بیٹھ گئے
زبان خشک کے کانٹے جگر میں بیٹھ گئے

۳۸

اذاں تمام اقامت بھی ختم ہو چکی جب
ہوئے نماز میں مصروف بادشاہ عرب
صفیں جمائے عقب میں عزیز و دوست تھے سب
اجل کا شوق دلوں میں سما ہے حضورِ رب
یہ مدعا ہے جو سب ملکے سر جھکاتے ہیں
کہ ساتھ سید و آقا کے ہم بھی آتے ہیں

www.emarsiya.com

نماز ختم ہوئی تھی کہ تیر آنے لگے
صفوں سے اُٹھ کے مصلی پہ سر سے جانے لگے
دلیر سینوں پہ تن تن کے زخم کھانے لگے
جگر کو سید لولاک کے بچانے لگے
اُدھر کا رخ تھا جدھر راہ جنت آگے تھی
امام پیچھے کھڑے تھے جماعت آگے تھی

وہ ایک اک کی وغا اور وہ ایک اک کی جدال
جو کھینچی تیغ تو کر دی زمین خون سے لال
جدھر اُٹھا دیا گھوڑا وہ صف ہوئی پامال
کیا وہ حال جو طوفاں میں ہو جہاز کا حال
جو دم بھی لے نہ سکا مانگتا وہ کیا پانی
فنا کی سیل تھی پیاسوں کی تیغ کا پانی

ادا جو حق وفا سے وفا شعار ہوئے
امام لاش پہ اک اک کی اشکبار ہوئے
پھر اسکے بعد عزیزوں کے سوگوار ہوئے
فدا بھتیجے ہوئے بھانجے نثار ہوئے
سدھارے فضل بھی جعفر بھی منہ کو موڑ گئے
جو زور بازوؤں میں تھا وہ بھائی توڑ گئے

نہ رونے پائے تھے جی بھر کے انکو شاہ امم
کہ ہاتھ ہو گئے عباس کے بھی تن سے قلم
جھکا زمین کی جانب جو تھرتھرا کے علم
کمر کو تھام کے صدمے سے آپ ہو گئے خم
زمین سیاہ ہوئی آسمان سیاہ ہوا
چھپا وہ چاند نظر میں جہاں سیاہ ہوا

www.emarsiya.com

۴۳

کھنچی حسام لعیں تاب جنگ لا نہ سکے
بچایا دشمنوں سے موت سے بچا نہ سکے
یہ پارہ پارہ تھے اعضا کہ آپ اٹھا نہ سکے
اٹھا لئے علم و مشک لاش لا نہ سکے
نہ یوں بھی دل پہ چھری غم کی آہ آہ پھرے
جگر پہ داغ لئے شاہ دیں پناہ پھرے

۴۴

لئے جو مشک و علم آئے سید مظلوم
کہاں ہے لاش یہ چلائیں زینب و کلثوم
امام روئے تو آہ و بکا سے پڑ گئی دھوم
جہاں تھی مشک وہاں جمع ہو گئے معصوم
نہ ایک قطرہ بھی ہنگام جستجو نکلا
عوض میں پانی کے مشکیزہ سے لہو نکلا

۴۵

علم کے گرد تھے سب اہل بیت برہنہ سر
بپا تھا خیمہ میں فریاد و آہ سے محشر
اس اضطراب میں زینب نے کی جو پھر کے نظر
کمر کو باندھ رہے تھے کھڑے علی اکبر
عیاں تھا آنکھوں سے غصہ بھی بردباری بھی
نگاہیں کہتی تھیں رخصت کی اب تیاری بھی

۴۶

پکاریں دختر زہرا یہ کیا یہ کیا مری جاں
سدھارنے کا ارادہ ہے کیا سوئے میداں
جگر کے گھاؤ کو کیا جانو تم پھوپھی قرباں
یہ داغ اٹھایا تو جیتی رہے گی کاہے کو ماں
نظر میں چاہئے دیکھیں پدر کی حالت بھی
کمر تو ٹوٹ چکی کھوئے گی بصارت بھی

www.emarsiya.com

۴۷

اگرچہ بڑھکے نہیں باپ ماں سے حق میرا
جو تم کو روک لیں جانے سے سوئے دشت وغا
مگر کہے ہیں جو دو لال اپنے تم پہ فدا
یہ فدیئے دیکے بھی ہے ہے ہوئی نہ رد بلا
تباہ کر کے پھوپی کو چلے کہاں بیٹا
مری کمائی ہوئی مفت رائگاں بیٹا

۴۸

ادب سے جوڑ کے ہاتھوں کو بول اُٹھے اکبر
جو میں نہ جاؤں تو کیا جائیں سبط پیغمبر
میں آپ کا ہوں غلام اور وہ جان پیغمبر
فدا رسول نے بیٹے کو کر دیا جن پر
علی کے راحت جاں فاطمہ کے پیارے ہیں
میں پیار آپ کا ہوں وہ خدا کے پیارے ہیں

۴۹

یہ لاجواب سخن سنکے کچھ دیا نہ جواب
جگر میں ہوک اٹھی اور دل ہوا بیتاب
پکاریں عون و محمد کدھر ہو آؤ شتاب
یہ وقت جنگ ہے پیارو کہ وقت راحت و خواب
فدا سے کس کے ہو کیسے جری کے پوتے ہو
سدھارے جانب باغ ارم کہ سوتے ہو

۵۰

پھوپی کا دیکھ کے یہ حال رو دیے اکبر
کہ لاشیں ہو گئیں دو بھائیوں کی پیش نظر
کچھ ایسے درد سے روئی تھیں دختر حیدر
کہ جمع ہو گئے سب اہل بیت پیغمبر
نظر میں دوسری تصویر پھر گئی غم کی
اداسی رہ گئی عترت کو صف پہ ماتم کی

www.emarsiya.com

۵۱

ابھی تو ہائے کوئی حوصلہ نہیں نکلا
دلہن نہ بیاہ کے لائے نہ سہرا دکھلایا
پکاری ماں کہ میں صدقے گئی چلے بیٹا
اسی لئے تمہیں کیا دکھ اٹھا کے پالا تھا
کلیجہ سینے میں رہ رہ کے کوئی ملتا ہے
سنبھال اے علی اکبر کہ دم نکلتا ہے

۵۲

میں یہ بھی کہہ نہیں سکتی کہ جان دینے نہ جاؤ
مرادیں مانگنے والی کو اپنا داغ دکھاؤ
سدھارو شوق سے اور برچھیاں کلیجہ پہ کھاؤ
بچا سکو تو پیمبر کے لخت دل کو بچاؤ
سمجھ چکی ہوں کہ یہ داغ آج اٹھانا ہے
کہ فاطمہ کو قیامت میں منہ دکھانا ہے

۵۳

یہ حال دیکھ کے نزدیک آئے شاہ امم
گلے لگا کے پسر کو کہا بہ دیدۂ نم
عبث بناتے ہو کیوں ایک اک کو کشتۂ غم
تمہارے برچھیاں کھانے سے بچ بچائیں گے ہم
ضعیف رہنے کے قابل اس انجمن میں نہیں
درخت خشک سے زینت کوئی چمن میں نہیں

۵۴

کہا پسر نے کہ اے نخل بوستان رسول
ہے برقرار اسی دم سے جہاں میں شان رسول
یہ رخ ہے روئے نبی یہ زباں زبان رسول
میں ہوں شبیہ پیمبر تو آپ جان رسول
کسی پہ بھی یہ مدارج نہیں یہاں پایا
کہ مجھ میں آپ میں ہے فرق جسم و جاں بابا

www.emarsiya.com

۵۵

مصر ہیں رو کے یہ کہے امام انام
نہیں ہے فرد شہیداں میں کیا غلام کا نام
یہ سنکے رونے لگے بادشاہ عرش مقام
سنبھالا صبر کا ساغر تو چھلکے آنکھوں کے جام
کہا کہ دیکھیں گے جو کچھ خدا دکھائے گا
جواں پسر کا بھی لاشہ یہ پیر اٹھائے گا

۵۶

ہوا جو شور فغاں بنت مرتضیٰ نے کہا
خدا کے واسطے اے بیبیو یہ کرتی ہو کیا
چلا ہے بیٹا پہل جنگ کو مرا بچا
مرادیں مانگو کرو فتح کی خدا سے دعا
شگون بد ہے یہ سب اشک کیوں بہاتی ہیں
اٹھا چکی ہوں جو دو داغ وہ یاد آتے ہیں

۵۷

یہ کہہ رہی تھیں کہ دل خود بخود دھڑکنے لگا
سرشک بن کے ہراس آنکھ سے ٹپکنے لگا
کلیجا سینے میں پھوڑے کی طرح پکنے لگا
ہر ایک دختر زہرا کے منہ کو تکنے لگا
طبیعت اس قدر الجھی کہ جان کھونے لگیں
سبھوں کو منع کیا لیکن آپ رونے لگیں

۵۸

پکارے پونچھ کے آنسو یہ اکبر ذیجاہ
یہ حال کیا ہے پھوپھی صبر کیجئے للہ
رسول پاک کا صدقہ خدا پہ رکھئے نگاہ
کہا سدھارو میں صدقے گئی سو جنگگاہ
اٹھے تھے ہاتھ کہ تھرا کے گر پڑیں زینب
بلائیں لینے میں غش کھا کے گر پڑیں زینب

www.emarsiya.com

۵۹ مطلع

جہاں سے اکبر شیریں سخن کی رخصت ہے
نبی کے باغ سے گل پیرہن کی رخصت ہے
سفر میں آہ غریب الوطن کی رخصت ہے
چمن سے آج بہار چمن کی رخصت ہے
جواں پسر کی جدائی پہاڑ ہوتی ہے
نظر میں باپ کی دنیا اُجاڑ ہوتی ہے

۶۰

یہ وہ پسر ہے کہ نازوں سے جسکو پالا ہے
یہ وہ قمر ہے اندھیرے گھر کا جو اُجالا ہے
یہ وہ ثمر ہے جو لذت میں سب سے بالا ہے
یہ وہ شجر ہے جو اب خشک ہونے والا ہے
شباب مرگ جوانی کے انتظار میں ہے
غضب ہے دخل خزاں موسم بہار میں ہے

چلے جو مرنے کو اکبر اجل بھی ساتھ چلی
نبی کی شان سے بیٹھے فرس پہ آ کے علی
کیا سلام پدر کو عنان عقاب ط کی لی
قدم کے فیض سے جنگل بنا نجف کی گلی
سرور باپ کا لخت جگر گیا تو چلا
نظر کا نور بھی نور نظر کے ساتھ چلا

ط گھوڑے کا نام ۱۲

۶۲

امام رہ گئے تکتے پسر روانہ ہوا
اشارہ باگ کا توسن کو تازیانہ ہوا
زمین رن کی ہلی مضطرب زمانہ ہوا
شروع معرکۂ حرب کا فسانہ ہوا
خبر ورود کی تا دشت جنگ جانے لگی
فرس کی ٹاپوں کی آواز دل ہلانے لگی

۶۳

نظر ہے فوج پہ جاتے ہیں باگ اُٹھائے ہوئے
شکن جبیں پہ تو ابرو پہ بل ہیں آئے ہوئے
جناں کے شوق میں دنیا سے منہ پھرائے ہوئے
سمیٹے دامنوں کو آستیں چڑھائے ہوئے
پلٹ پلٹ کے جو قبضے سے آنکھ لڑتی ہے
وغا کا جوش ہے تلوار اُگلی پڑتی ہے

۶۴

ذلیل ہے نعل ور آتش کہ جل رہی ہے زمیں
قدم کا اُسکے کہیں ہے نشاں نہیں ہے کہیں
کلابتیاں ہیں کہ حوروں کے ساعد سیمیں
ہوا ہوں دیکھ کے رفتار ہوش آہو چیں
یہ صاف جلد نہیں ہے پٹیں حریر کی ہیں
کنوتیاں ہیں کہ جنبش میں بھالیں تیر کی ہیں

۶۵

مثال گیسوئے مشکیں ہے یال عنبر بیز
ہوائے دشت نہ ہو کسطرح جنوں انگیز
صبا کے ہوش بھی کرتے ہیں ہمسری سے گریز
کچھ آج توسن عمر رواں سے بھی ہے یہ تیز
یہ وجہ خاص ہے جلدی قدم اُٹھانیکی
کہ ہے سوار کو عجلت جناں میں جانیکی

۶۶

پہونچ کے سر پہ لعینوں کے وہ دلیر رکا
جو دیکھا نیزوں کا جنگل علی کا شیر رکا
سوار جم گئے کاووں کا ہیر پھیر رکا
غبار بیٹھ گیا شبدیز اتنی دیر رکا
رجز کا وقت ہے غصہ سے رخ پہ لالی ہے
زبان تیغ بھی کچھ اب تو کہنے والی ہے

www.emarsiya.com

۶۷

علی کی صاف ہے چتون نبی کی صورت ہے
اِدھر ہے شان امامت اُدھر نبوت ہے
ملی ہے جس میں صباحت بھی وہ ملاحت ہے
ثمر تو ایک مزے دو خدا کی قدرت ہے
نبی کی شان ہے شیر اِلٰہ کا پرتو
اسی ستارہ میں ہے مہر و ماہ کا پرتو

۶۸

ہٹا جو ہیں تیغ گر و برق حسن گری
تو اس وہا ہوش روانہ ہوئے نظر جھپکی
کہا کسی نے کہ لو آ گئے جناں سے نبی
پکارا کوئی کہ ہاں بیکسی نہ دیکھی گئی
جو کھینچ لایا یہاں تک لہو کا جوش یہ ہے
اب ان سے کون لڑے ہر طرف خروش یہ ہے

۶۹

پکارا سن کے یہ تقریر شہ کا ماہ جبیں
رسول کا تو یہ ڈر اور خدا کا خوف نہیں
یہ کونسی ہے شریعت یہ کونسا آئیں
کہ قتل سبط نبی پر کھینچے ہیں خنجر کیں
جہاں میں احمد و حیدر نہیں بتول نہیں
ارے شبیہ پیمبر ہوں میں رسول نہیں

۷۰

جو اپنی حد سے گذرتے ہیں اور ہیں وہ بشر
نبی نہ جانو کہ سبط نبی کا ہوں میں پسر
مجھے رسول سے نسبت ہے مثل شاخ و شجر
رگوں میں دوڑ کے آیا ہے خون پیغمبر
اسی سے جلوہ فروز رخ رسول ہوں میں
شجر سے جو نہیں اب تک جدا وہ پھول ہوں میں

www.emarsiya.com

۶۱

پکارا شمر بڑھو آگے دل میں خوف نہ کھاؤ
سنبھالو برچھیاں جلدی کرو زباں نہ بڑھاؤ
اگر ہو طالب دنیا تو دیں سے ہاتھ اٹھاؤ
حسین کا ہے یہ دلبند اسکو نیزے لگاؤ
جیئنگے غم میں نہ ہرگز یہ جان حضرت ہے
اخیر جنگ کی بھی سر کی تو پھر فراغت ہے

۶۲

یہ سنکے باجے بجے جنگ کو بڑھا لشکر
نہال باغ نبی پر بڑھے ستم کے تبر
عمود اٹھے ہوئے تیغیں نیام سے باہر
کھنچیں کمانیں جھکے نیزے پیچھے ہٹ کے سپر
ادھر بھی غیظ دلاور کو بر محل آیا
بڑی جبیں پہ شکن ابروؤں پہ بل آیا

۶۳

ہوئی نیام سے باہر وہ تیغ رن کانپا
کیا جو شیر نے نعرہ تمام بن کانپا
کڑی نگاہ پڑی جس پہ تن بدن کانپا
حسام چھوٹ پڑی دست تیغ زن کانپا
پڑی تھی جان جو لرزے میں نیزہ بازوں کی
زباں بند تھیں سنانیں دلوں کے رازوں کی

۶۴

اٹھا وہ ہاتھ وہ شمشیر سر شگاف گری
تڑپ کے برق سر وادی مصاف گری
قریب تیغ چمک دور دور صاف گری
پکاریں ڈر کے یہ پریاں میان قاف گری
جنوں میں دھوم اسی شمشیر بیدریغ کی ہے
لگے گی آگ جہاں میں یہ آنچ تیغ کی ہے

www.emarsiya.com

٤٥

چمک ہے تیغ کی جادو نہ کیوں نظر باندھے
جو نیچے اڑنے لگے مرغ جاں تو پر باندھے
گرہ کشا بھی ہے عقدہ کوئی اگر باندھے
یہاں سوار ہے رہوار یوں ہے سر باندھے
جبیں بھی زد سے ہے محفوظ اور جگر بھی ہے
خدا کی شان فرس بھی ہے اور سپر بھی ہے

٤٦

یہ وہ فرس ہے جو خوش دم بھی خوش قدم بھی ہے
نظر شناس بھی ہے اور وفا شیم بھی ہے
جو باگ چھوڑ دے راکب تو دور دم بھی ہے
نظر میں سرحد ہستی تو کیا عدم بھی ہے
سبک روی میں عجب شان ہے روانی کی
پڑے بھی ٹاپ تو بگڑے نہ لہر پانی کی

٤٧

سمند جس طرف آیا وہ بھیڑ چھٹنے لگی
پرے سمٹنے لگے صف پہ صف الٹنے لگی
جو منہ کی کھائی تو ہمت دلوں کی گھٹنے لگی
تھپیڑے کھا کے ہر اک موج بھی پلٹنے لگی
دلوں میں خوف سمایا قیامت آنے کا
ہوائے تیغ نے الٹا ورق زمانے کا

٤٨

برش کے سامنے یکتائے روزگار تھے دو
ہر ایک ضرب میں مرکب تھے دو سوار تھے دو
بڑی یہ بات نہیں ہے کہ چار چار تھے دو
جو زد پہ آ گئے پھر سو تھے دو ہزار تھے دو
دو دھاری تیغ جو پورا اثر دکھاتی تھی
عدم کو روح بھی دو حصے ہو کے جاتی تھی

۷۹

جو اسکے سامنے آیا وہ بید رنگ کٹ
کمر سوار کی اور رہوار کا تنگ کٹ
گری جو سر پہ چمک کر تو خود سنگ کٹا
رگوں میں ہو گئے جو گذری لہو کا رنگ کٹا
بچا نہ اسکے اثر سے دم روانی ایک
کنار نہر تھا اعدا کا خون پانی ایک

۸۰

ہوائے تیغ جو چلتی تھی ہر طرف فرفر
مثال برگ خزاں دیدہ اڑ رہے تھے سر
عیاں تھے خون کے دریا میں ہر جگہ پہ بھنور
اٹھا تھا کشتی عمر رواں کا بھی لنگر
تتر بتر ہوئے افسر نشان چھوٹ گئے
جہاز غرق ہوئے بادبان ٹوٹ گئے

۸۱

قلم میں کس کے ہے انشائے جنگ کی قدرت
بنا تھا صفحۂ ہستی مرقع عبرت
اک امتیاز سے پڑتی تھی یوں ہر اک ضربت
غلط کتاب کی ہوتی ہے جس طرح صحت
خطوں پہ کھنچ رہے تھے خط ورق الٹ رہے تھے
نظر میں فوج کا دفتر تھا چہرے کٹ رہے تھے

۸۲

جہندہ برق ہے یا تیغ شعلہ بار کی ضو
یہ پھیلا ہے کہ بھڑکے ہوئے چراغ کی لو
شعاع مہر بباطن تو ظاہرا مہ نو
پڑا جو عکس بھی اسکا تو جل گئے سو سو
جہاں میں شور فغاں خوف سے کہاں نہ اٹھا
جلا گئی جسد و جاں کو اور دھواں نہ اٹھا

www.emarsiya.com

۸۳

تلاش کرتا تھا دہشت سے ایک ایک کی آڑ
بناؤ خاک بنے جب نصیب میں ہو بگاڑ
پڑاؤ فوج کا ویران تو چھاؤنی تھی اُجاڑ
قریب تھا کہ جگہ چھوڑ دیں لرز کے پہاڑ
ٹھہر نہ سکتے تھے دم سانس الٹی جاتی تھی
ہوا بھی کھا کے تھپیڑے پلٹتی جاتی تھی

۸۴

ہراس و خوف تھا طاری سماے تا بہ سمک
زمیں پہ تیغ کا شعلہ تھا آسماں پہ لپک
فرس کی گشت سے ہلتا تھا دشت کوسوں تک
پہنچتی تھی سرِ گاوِ زمیں پہ سم کی دھمک
وہ زلزلے تھے کہ ہر چیز ڈگمگاتی تھی
لرز لرز کے طنابیں زمیں تڑاتی تھی

۸۵

رواں ہوئی تھیں جو روحیں جہاں سے سوئے عدم
فتادہ تھے تنِ بے حس مثالِ نقشِ قدم
حواس جنکے تھے گم اور رہا تھا پاؤں میں دم
فرار ہو گئے وہ رن میں ہو کا ہے عالم
زمیں پہ لاشے ہیں یوں پتلیاں پھرائے ہوئے
چراغ جیسے پڑے ہوں بجھے بجھائے ہوئے

۸۶

ہوئے فرار چلا جب کسی کا مکر نہ کید
نہ عمرو بکر تھے پیشِ نظر نہ خالد و زید
نہاں تھا شمر صفوں میں چھپا ہوا تھا ولید
کھڑا تھا گھات میں ضیغم کہ آئے پھر کوئی صید
وغا کو اور تو کوئی نہ حیلہ جو نکلا
غضب میں ایک ستمگار و تند خو نکلا

۸۷

کیا نکل کے جو نعرہ تو گونج اٹھا جنگل
گمان دیو کا ہوا اس قدر قوی ہیکل
چلا جو تھا طمع زر میں عقل کھو کے وہ ل
بہانہ پا کے لگا لائی اپنے ساتھ اجل
چکھا کے چاشنی حرص کار نیش کیا
اسد کے سامنے فربہ شکار پیش کیا

۸۸

اٹھا کے ہاتھ میں بھالا بڑھا جو ظلم شعار
سنبھل کے رخش پہ اکبر بھی ہو گئے ہشیار
غبار دشت سے اٹھا کہ دن ہوا شب تار
لیا پہاڑ کے دامن میں آہوؤں نے قرار
چراغ شام کی پیدا تھی ضو سنانوں میں
طیور بیٹھ رہے تھے دن سے آشیانوں میں

۸۹

تڑپ میں برق تھے مرکب کڑی جو رانیں تھیں
بلا کے گھوڑ دوڑ میں کس بل بلا کی چالیں تھیں
ستم تھیں نیزوں کی انیاں غضب نگاہیں تھیں
تھیں ناگنیں کہ نکالے ہوئے زبانیں تھیں
دو طرفہ بندھنے لگے بند طعنیں پہ چلنے لگیں
سنانیں لڑنے میں چنگاریاں نکلنے لگیں

۹۰

ادھر جدال پہ سرگرم تھے علی اکبر
قریب پردہ کے دل تھامے ماں کھڑی تھیں ادھر
غرض یہ تھی کہ ملے دم بدم پسر کی خبر
جگر پہ ہاتھ تھا اور روئے شاہ دیں پہ نظر
تغیرات رخ بیمثال دیکھتی تھیں
اس آئینہ سے لڑائی کا حال دیکھتی تھیں

۹۱

یہ تھا خیال بڑے گی اگر کوئی مشکل
ضرور ہو گا تغیر کہ ہے یہ باپ کا دل
ظفر کی راہ میں ہو گا جو کوئی امر مخل
گھٹے بڑھے گا یہ اُمید و بیم کا ساحل
کتاب وحی تھی صورت امام ذیشاں کی
کھلی تھی سامنے آنکھوں کے فال قرآں کی

۹۲

رخ پدر پہ جو تشویش کے نہ تھے آثار
تو خوش تھا ماں کا بھی دل شکر کرتی تھیں ہر بار
ہوا اُدھر جو تغیر گیا اِدھر بھی قرار
پکاریں قتل ہوا رن میں کیا مرا دلدار
جو کچھ گزر گئی ہو کیوں چھپائیے آقا
خدا کے واسطے جلدی بتائیے آقا

۹۳

کہا امام نے گھبرانے کا نہیں ہے مقام
خدا کے فضل سے زندہ ہیں اکبر گلفام
وغا کو آیا ہے اک پہلوان لشکر شام
یہ تشنہ لب ہیں وہ سیراب اور قوی اندام
خدا سے عرض کرو اپنے سیمبر کے لئے
کہ مستجاب ہے ماں کی دعا پسر کے لئے

۹۴

یہ سن کے آپ نے حسرت کی فلک پہ نگاہ
بنا تغیر رخ اضطراب دل کا گواہ
عزیز جان سے گھر بھر کو تھا جو دلبر شاہ
ہر ایک بی بی سراپا تھی غم سے نالہ و آہ
تپاں تھے قلب جو ہمشکل مصطفیٰ کیلئے
سروں کے بال کھلے ہاتھ اُٹھے دعا کیلئے

www.emarsiya.com

۹۵

دکھے دلوں کی وہ سیدانیوں کی آہ و بکا
دعائیں ماں کے کلیجے کی ہوک سب سے سوا
کہ جس نے بابِ اجابت کو جا کے کھول دیا
فرشتے بھولے تھے تسبیح عرش ہلتا تھا
دعا بلک کے جو مانگی مراد ملنے لگی
ہر آہ سرد پہ زنجیر عرش ہلنے لگی

۹۶

اٹھیں کرم کی گھٹائیں شراب دے ساقی
بدلتے دور میں ساغر شتاب دے ساقی
سوال سن کے نہ چپ ہو جواب دے ساقی
جلال کا ہے یہ وقت آفتاب دے ساقی
وہ سرد مے ہو حقیقت بھلا دے جو یخ کی
پسینا ٹپکے تو گل کر دے آگ دوزخ کی

۹۷

گدائے خاص ہوں تیرے ہی آستانے کا
اور آج کا بھی نہیں بلکہ اک زمانے کا
میں بے لیے ہوئے نہیں ہرگز یہاں سے جانے کا
مجھے ہے پینے کا لپکا تجھے پلانے کا
مرا نوشتۂ تقدیر خط ساغر ہے
میں رند توبہ شکن تو قسیم کوثر ہے

۹۸

اب آ گئے ہیں ترے در پر تو شادکام بھی ہوں
یہ آرزو ہے کہ ساقی شریک جام بھی ہوں
چلے جو دور تو کچھ خاص اہتمام بھی ہوں
میانِ بزم پیمبر بھی ہوں امام بھی ہوں
عیاں ہو شان سے اعجاز جذب روحی کا
جماہی آتے ہی شیشہ کھلے صبوحی کا

www.emarsiya.com

۹۹

جو لائے ہوش میں بیہوش کو وہ دے صہبا
کہ قطرہ قطرہ میں جسکے ہے موجزن دریا
بھریں جھکا کے جو مینائے مے کو جام صفا
انڈیلنے میں ہو پیدا علی علی کی صدا
شراب جام میں جسطرح رنگ پھول میں ہو
علی کے ہاتھ سے ہو کاسہ رسول میں ہو

۱۰۰

نگاہ شوق کو ہے ربط خوش جمالوں سے
اثر قریب ہے مجھ دل جلے کے نالوں سے
زیادہ جام ہوں گنتی میں دل کے چھالوں سے
کہ ایک رشتہ ہے بادہ پلانے والوں سے
ہر ایک دور میں ہر وقت مطمئن دل ہے
کہ آنکھ مل گئی جس سے مراد حاصل ہے

۱۰۱

ریا سے کام نہیں جام سادہ چاہئے ہے
پلانے پینے میں یکساں ارادہ چاہئے ہے
ہے جتنا ظرف کچھ اس سے زیادہ چاہئے ہے
ضرر بھی نفع دکھا دے وہ بادہ چاہئے ہے
چھکا دے یوں کہ نہ پھر عمر بھر ضرورت ہو
لگے جو حلق میں کانٹا تو سیر جنت ہو

۱۰۲

کھڑے ہیں دھوپ میں پیاسے وہ اکبر گلفام
ہائے ایسے وقت میں جز فتح نہر شراب حرام
ابھی نہ لوں گا عرق ریزیوں کا میں انعام
بہک نہ جائے کہ ہے خشک تین روز سے کام
پہنچ لوں تا لب کوثر تو یوں چھکا دینا
کہ جھوٹی اکبر گلفام کی پلا دینا

١٠٣

لے آئیں ہوش میں اب مست بادۂ پندار
خمار بینے کو ہے نشۂ خودی کا اُتار
اگرچہ باد مخالف سے جوش میں ہیں بحار
شریک حق ہیں تو ہر حال میں ہے بیڑا پار
خدا کی دی ہوئی طاقت سے کام لینا ہے
سخن کی ڈوبتی کشتی کو تھام لینا ہے

١٠٤

عجب معرکہ ہے آج طرفہ ردّ و بدل
کہ پیل تن سے ہے شیر گرسنہ محو جدل
یہ کیا ستم ہے کہ آسودہ ہر طرح ہے وہ پل
یہاں ہے فاقوں میں بس اپنے ہاتھ پاؤں شل
اُدھر گھمنڈ ہے دل میں ہجوم لشکر کا
اِدھر فقط ہے سہارا دعائے مادر کا

١٠٥

ہوا نشان اجابت پہ تیر آہ اُدھر
سناں ہوئی جگر پیل تن کے پار اِدھر
بلند جسم قوی اس طرح تھا نیزے پر
لیے تھے ہاتھ میں گویا علی درِ خیبر
نکال دیتے ہی برچھوں لہو کی دھار گری
زمیں پہ لاش گری روح سوئے نار گئی

١٠٦

شریک حال جو غازی کے تھی خدا کی مدد
بلائیں آتی تھیں جو جو وہ ہوتی جاتی تھیں رد
ہوئی نہ فتح میسر ہزار کی جدّ و کد
اسی طرح سوئے دوزخ گئے کئی مرتد
روانہ ایک کے بعد ایک سوئے نار ہوا
اسد کے سامنے جو آگیا شکار ہوا

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

۱۰۷

جری کو جوش وغا میں خیال کچھ بھی نہ تھا
کہ کون بھوکا ہے دو دن سے کون ہے پیاسا
رُکے جو لڑکے تو غلبہ ہوا عطش کا سوا
اثر بدن پہ کھلا اسلحے کے جلنے کا
دھواں جگر سے اُٹھا قلب بیقرار ہوا
جہان چشم جری میں سیاہ و تار ہوا

۱۰۸

عناں کو پھیر کے میداں سے در پہ خیمہ کے آئے
خدا یہ حال بھی بیٹے کا باپ کو نہ دکھائے
پسر لبوں پہ زباں خشک بار بار پھرائے
پدر جھکا کے خجالت سے آنکھ اشک بہائے
نگاہیں کہتی ہیں حاضر ہے جان آب نہیں
ادھر سوال کہ پانی اُدھر جواب نہیں

۱۰۹

فلک یہ کونسی ہے رسم کونسا دستور
کہ تجھکو راحت اہل کرم نہیں منظور
بلائے تشنہ خوں کو جو ساغر پُر نور
پسر کے واسطے ہو جائے وہ سخی مجبور
پہاڑ کونسے ان کی مدد سے ٹل نہ سکے
زباں سے پیاس کے کانٹے مگر نکل نہ سکے

۱۱۰

اک آہ بھر کے دہن میں پسر کے دی جو زباں
تو بیقرار ہوا اور بھی وہ تشنہ دہاں
زباں نکال کے جلدی سے بادل نالاں
بہا کے اشک یہ کہنے لگا وہ راحت جاں
گذرتی ہوگی دل مضطرب پہ کیا بابا
کہ آپ پیاسے ہیں مجھ سے بھی کچھ سوا بابا

۱۱۱

یہ سنکے آپ نے دی منہ میں ایک انگشتر
کہا اتھا جسکے نگینہ پہ نام خیر بشر
کہا کہ جاؤ سدھارو بس اب سوئے کوثر
ہوئی جو دیر تو ہوگا زیادہ سوز جگر
سب اس جہاں سے ترستے ہی جائینگے بیٹا
یہ پیاس ساقی کوثر بجھائینگے بیٹا

۱۱۲

جناں کے شوق میں پلٹا یہ سنکے وہ ذیجاہ
عناں عقاب کی لی رخ کیا سوئے جنگگاہ
دکھاتی جاتی تھی غصہ کی شان گرم نگاہ
پھر اسطرف سے بھی پلٹی شکست خوردہ سپاہ
پھر آکے گھات سے افسر پرے جمانے لگے
دلونکا حال نشان سپہ بتانے لگے

۱۱۳

کہاں ہیں اہل نظر دیکھ لیں یہ رنگ وغا
کہ گھر کے لڑتے ہیں کس طرح ضیغم ہیجا
ہجوم چار طرف سے ہے لشکر شقا
ہیں آپ بیچ میں یوں جیسے ابر میں تارا
چہار سمت سے فوجونپہ فوجیں آتی ہیں
حباب آب پہ جسطرح موجیں آتی ہیں

۱۱۴

بشاشت اور بڑھی رخ کی گھر گیا جو دلیر
کہ جیسے مجمع روباہ میں ہو بھوکا شیر
حواس بڑھکے پکارے سنبھالے لو شمشیر
کہا یہ ولولہ دل نے اب نہ کیجے دیر
زمیں کو یاد رہے آسماں کو یاد رہے
یہ جنگ آج کی سارے جہاں کو یاد رہے

www.emarsiya.com

۱۱۵

چلا اُمنڈ کے وہ لشکر بڑھے وہ ملکے سوار
ہوئے وہ اک متنفس پہ چار سمت سے وار
ڈپٹ وہ گھوڑوں کی اور وہ سلاح کی جھنکار
وہ تیغ ادھر بھی کھنچی برق بن گیا رہوار
طریقہ ہاتھ کی گردش کا بھی نرالا تھا
کہ چاند بیچ میں تھا چار سمت ہالا تھا

۱۱۶

فرس اشارے پہ پھرتا تھا صورت پرکار
چمک دکھاتی تھی بجلی کی تیغ جوہر دار
دہل گئے تھے یہ اعدا کہ چل نہ سکتے تھے وار
مثال برق غضب ہر جگہ تھی اک تلوار
اُٹھی تھی تیغ کہ خود تیغ زن نشانہ ہوا
کماں کھنچی تھی کہ ناوک فگن نشانہ ہوا

۱۱۷

گھرے ہوئے ہیں ہزاروں میں اور اکیلے ہیں
یہ چار سمت سے فوج ستم کے ریلے ہیں
رضا و صبر سے دُکھ ہر طرح کے جھیلے ہیں
کہ بچپنے ہی میں تیغ و سپر سے کھیلے ہیں
اکیلے دو دو کو حکم الٰہ سے مارا
اسے حسام سے اسکو نگاہ سے مارا

۱۱۸

جہاں کے شوق میں آگے ہی بڑھتے جاتے ہیں
وغا کے جوش میں تن تن کے تیر کھاتے ہیں
جو اہل درد ہیں وہ یہ صدا سناتے ہیں
سپر اُٹھائیے جلدی کہ تیر آتے ہیں
یہ سینہ چاند سا ان نیزوں سے بچائے ہوئے
ذرا حضور جوانی پہ رحم کھائے ہوئے

۱۱۹

جواب دیتے ہیں تیور کہ موت سے نہیں ڈر
اجل کے وار کو کسطرح روک لے گی سپر
چلیں گلے پہ اسی واسطے ہیں یہ خنجر
مآل پر ہے توجہ شکست میں ہے ظفر
سنانِ ظلم سے سینہ نہیں چھپاتا ہے
کہ قیدِ غم سے گنہگاروں کو چھڑاتا ہے

۱۲۰

جہازِ اُمتِ عاصی کا ہے جو طوفانی
تو ہاتھ جان سے دھوئے ہوئے ہیں احمدِ ثانی
بڑھاتی جاتی ہے ہمت عطش کی طغیانی
پسند بڑھ کے ہے کوثر سے تیغ کا پانی
سندِ دعا میں شفاعت کی پاتے جاتے ہیں
کہ زخم کھاتے ہیں اور مسکراتے جاتے ہیں

۱۲۱

بہا جو خون گئی تن بدن سے تاب و تواں
ہوا چہار طرف سے ہجوم فوجِ گراں
یہ حال دیکھ رہے تھے امامِ کون و مکاں
پدر کے سامنے دل پر لگی پسر کے سناں
نہ دیکھے کوئی جو شاہِ انام نے دیکھا
پسر کو خاک پہ گرتے امام نے دیکھا

۱۲۲

چھپا جو نورِ نظر ہو گیا جہاں سیاہ
کلیجہ ہاتھوں سے تھامے چلے شہِ ذیجاہ
قدم اُٹھاتے ہیں آواز پر بحالِ تباہ
بھٹکتے پھرتے ہیں لیکن کہ سوجھتی نہیں راہ
وہ جب کراہ کے اپنی صدا سناتے ہیں
یہ چلتے چلتے ادھر لڑکھڑائے جاتے ہیں

www.emarsiya.com

۱۲۳

یہ دیکھ کر پس پردہ سے حال سرور دیں
زمیں پہ مادر اکبر پچھاڑ کھا کے گریں
ہلی خیام سے تا حد قتل گاہ زمیں
ارے یہ کیا ہوا کہتی یہ بیبیاں دوڑیں
گرا زمین پہ بیمار اُٹھ کے بستر سے
ہٹا کے پردہ کو زینب نکل پڑیں گھر سے

۱۲۴

پسر تک آئے بمشکل جو شاہ ہر دو سرا
تو اپنے شیر کو دم توڑتے ہوئے دیکھا
پکارے کیوں علی اکبر مزاج ہے کیسا
کیا اشارہ کہ بولا بھی اب نہیں جاتا
حیات ختم ہوئی اختیار موت کا ہے
حضور آ چکے اب انتظار موت کا ہے

۱۲۵

اسی اشارہ میں پتلی پھری ڈھلا منکا
پسینا آتے ہی ماتھے پہ جسم سرد ہوا
جو سانس الٹی تو ہچکی کے ساتھ دم نکلا
بھڑک کے قبل سحر زیست کا چراغ بجھا
پسر کا داغ شہ مشرقین نے دیکھا
مرادوں والے کو مرتے حسین نے دیکھا

۱۲۶

پڑی تھی لاش کہ گھبرا اٹھا رسول کا دلدار
کہ آئی کان میں مولا کے یہ صدا یکبار
ارے مرے علی اکبر پھوپی ہو تجھ پہ نثار
سدھار نا اب مجھے دکھلا کے آخری دیدار
سہارا دے اب مجھے قسمت کی میں ستائی ہوں
نکل کے گھر سے ترے ڈھونڈھنے کو آئی ہوں

www.emarsiya.com

۱۲۷
ہزار حیف کہ پہنچی ہیں کب وہ بالیں پر
یہاں عدم کے مسافر کا ہو چکا تھا سفر
بغور پاس سے دیکھا جو لاش کو جھک کر
رکی تھی سانس ہوا دے رہا تھا زخم جگر
دھواں نکلتے ہوئے دل کے داغ کو دیکھا
مگر بجھا ہوا گھر کے چراغ کو دیکھا

۱۲۸
منہ اپنا پیٹ کے چلائیں زینب دلگیر
نہ انتظار کیا ہائے میرے ماہ منیر
میں تم تک آنے نہ پائی کہ سو گئے تم آخر
مٹادی امتیوں نے رسول کی تصویر
خفا پھوپی سے یہ کس بات پر ہوئے بیٹا
کہ بے ملے سوئے جنت چلے گئے بیٹا

۱۲۹
بہن کو دیکھ کے بھولے امام نیک سیر
عبا کو روک کے استادہ ہو گئے سرور
کہا نکل پڑیں کیوں گھر سے آپ یا پرور
چھڑایا لاش سے فرزند کی قسم دیکر
زمیں پہ چھوڑ کے بے دفن اپنے دلبر کو
عبا کی آڑ میں تا خیمہ لائے خواہر کو

۱۳۰
بس آرزو کہ ہو سر پیٹنے کا اب یہ مقام
یہ پردہ اہل حرم کا تھا تا حیات امام
نہ کم تھا روز قیامت سے عصر کا ہنگام
سکینہ وہی زینب تھیں اور مجمع عام
سروں سے چادریں بلوے میں چھینی جاتی تھیں
رسول زادیاں بالوں سے منہ چھپاتی تھیں

تمام شد